

سسنی خیزی شاید اس کائنات کی مٹی میں شامل ہے... ہر لمحے کہیں نہ کہیں... کسی نہ کسی کے ساتھ عجیب و غریب واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ ایسا ہی ایک واقعہ اس کے ساتھ بھی رونما ہوا... اور جو بھی ہوا وہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا... جب اس کی ہنستی ہنستی زندگی شک کے بھنور میں الجھی تو جیسے موت نے اسے چاروں جانب سے گھیر لیا تھا مگر... اچانک وہ کچھ ہو گیا جس کے ہونے کا بھی کوئی امکان تھا اور نہ ہی گمان....

انگوٹھیں

عیسوی بحاری

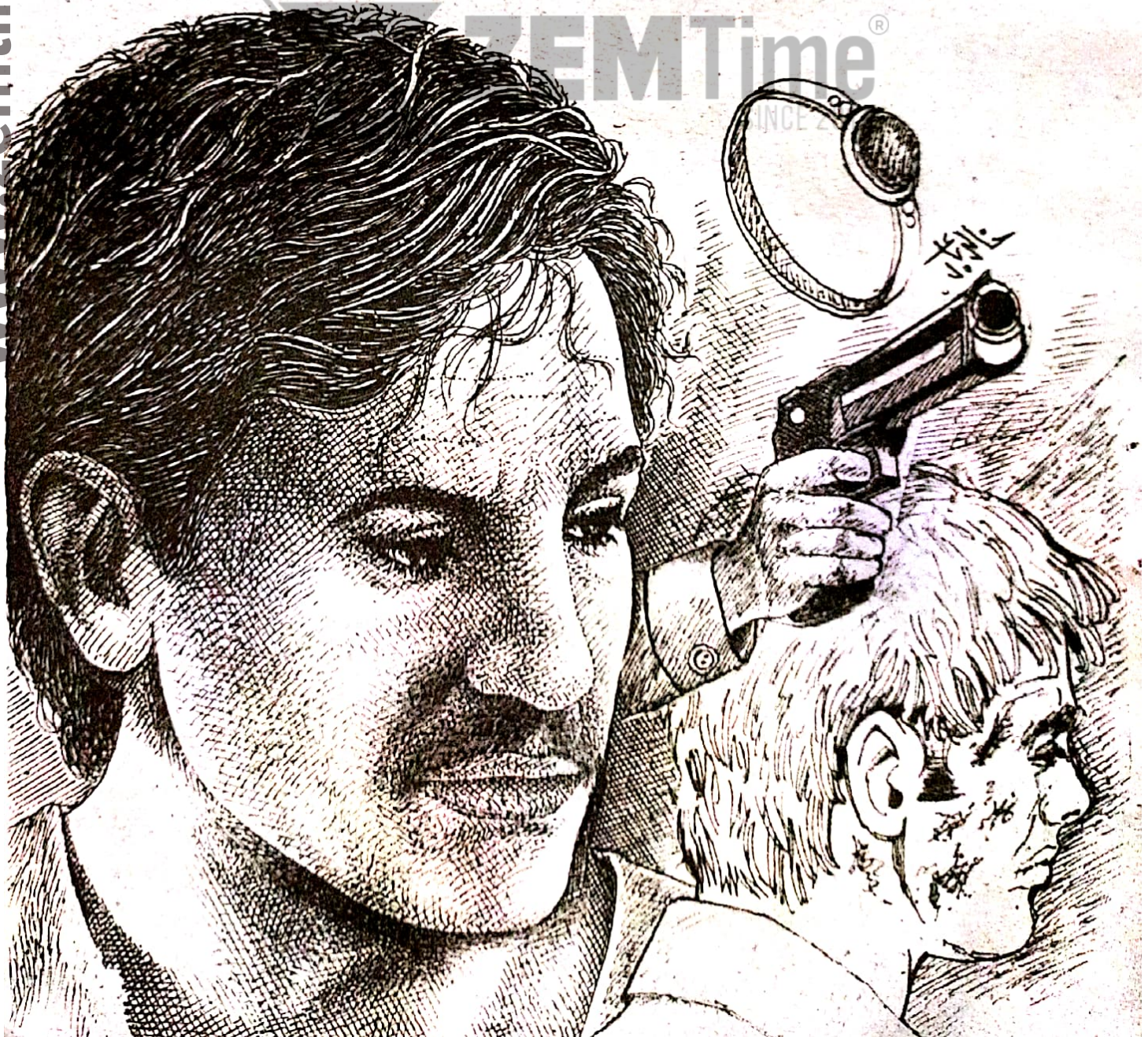
ایک معمولی سی انگوٹھی کے غیر معمولی کردار کا دلچسپ احوال

قبل شادی کی تھی لیکن شادی چل نہ سکی اور محض سات ماہ چلنے کے بعد طلاق ہو گئی۔ اپنے فلیٹ میں وہ تنہا رہتا تھا۔ صبح اٹھ کر اپنے لیے ناشا بنانے، آفس جانے سے لے کر رات کا کھانا بنانے تک اس میں کچھ ایسا خاص نہ تھا جو قابلِ نگرانی ہو۔

’میں تو عام سی زندگی گزار رہا ہوں۔ یہ میرے ساتھ معمول سے ہٹ کر کیا اور کیوں ہو رہا ہے؟‘ کھڑکی کے پاس

’کیا واقعی کوئی میری نگرانی کر رہا ہے؟‘ البرٹ نے قدرے پریشان ہو کر اور کافی حیران ہو کر سوچا۔ ’لیکن کس لیے؟ میری نگرانی کوئی کیوں کرے گا؟ کوئی مجھ پر نظر کیوں رکھے گا؟‘ یہ سوال اس کے ذہن میں آ کر اسے بے چین کر رہے تھے۔

البرٹ ایک ایڈورٹائزنگ کمپنی میں منیجر تھا۔ دو سال



بڑی کرسی پر بیٹھا البرٹ سوچے جا رہا تھا۔ سابق بیوی سے تھوڑا سا تنازع ہوا تھا۔ 'کہیں وہ تو یہ سب نہیں کر رہی؟' اسے ایک بار یہ خیال بھی آیا تھا لیکن پھر اس نے سوچا کہ طلاق سے پہلے یا بعد میں کوئی بات ایسی نہیں ہوئی تھی جس کی بنا پر اس پر جاسوس مقرر کر کے اس کے شب و روز کے معمولات دیکھے جاتے۔

اپنی نگرانی کا احساس اسے چند دن پہلے پہلی بار ہوا تھا۔ وہ آفس سے واپس آ کر معمول کے مطابق کافی بنا کر فلیٹ کی کھڑکی کے پاس بڑی کرسی پر بیٹھا تو چونک پڑا۔ سامنے گراؤنڈ میں اسے بلیک جینز اور بلیک ہی جیکٹ میں ملبوس شخص نظر آیا جو ٹنگی باندھے اس کی کھڑکی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ البرٹ کو اپنی جانب دیکھتا پا کر وہ تیزی سے کھیلے ہوئے بچوں کی جانب مڑ گیا۔

'یہ تو وہی سیاہ کار والا ہے جو آفس کے سامنے کھڑا تھا اور میرے گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے مجھے دیکھتے ہوئے گاڑی اسٹارٹ کی تھی۔ کیا یہ محض اتفاق ہے کہ ایک شخص میرے آفس کے سامنے کھڑا تھا۔ اس نے مجھے دیکھ کر گاڑی اسٹارٹ کی۔ وہی اب میرے فلیٹ کے پاس کھڑا مجھے دیکھ رہا ہے؟' اس نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے سیاہ جیکٹ والے کو دیکھتے ہوئے سوچا۔ اسی دوران اس کے موبائل کی بیل بجی۔ موبائل فون چار جنگ پر لگا ہوا تھا۔ وہ اٹھ کر وہاں تک گیا جہاں چار جنگ ہو رہی تھی۔ کال سن کر واپس آیا تو وہ شخص وہاں موجود نہیں تھا۔ البرٹ کافی پینے لگا۔ اس نے سوچا کہ خواتین وہم نہ کرے۔ محض اتفاقی وہ یہاں کھڑا ہوگا۔

تیسرے دن وہ فلیٹ کی سیزھیاں اتر رہا تھا کہ کوئی اس سے زور سے نکل آیا۔ "اودہ سوری" کہہ کر البرٹ تیزی سے سیزھیاں اترتا چلا گیا۔ جب وہ سیزھیوں کا موڑ مڑ رہا تھا تو اس کی نظر اوپر کے فلور پر پڑی۔ رینگ کے قریب ایک بچپس چھینس سالہ نوجوان جو ابھی اس سے نکلا تھا، اسے غور سے دیکھ رہا تھا اور البرٹ کے غور کرتے ہی بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا دوسری جانب دیکھنے لگا۔ البرٹ کو واضح طور پر گھبراہٹ محسوس ہوئی۔ آفس میں اس سے کوئی کام ڈھنگ سے نہ ہوا۔ وہ بے چین سا رہا۔

'کیا واقعی کوئی اس پر نظر رکھے ہوئے ہے؟ اگر ہاں..... تو اس کے پیچھے کیا وجہ ہے؟' وہ الجھا ہوا گھر واپس آیا۔ راستے میں اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ پیچھے آنے والی گاڑیوں پر غور کیا لیکن اس دوران اسے کوئی مشکوک شخص یا

گاڑی نظر نہیں آئی۔
'ہوسکتا ہے فلیٹ کی کھڑکی کے پاس کھڑا شخص اور سیزھیوں پر نکلنے والوں عام سے لوگ ہوں۔ میں نے ایسے ہی سیریس لے لیا۔' اس نے فلیٹ کا دروازہ کھولتے ہوئے سوچا اور فی وی آن کرتے ہوئے صوفے پر لیٹ گیا۔

دو دن گزرے تو اس نے پھر اسی سیاہ جیکٹ والے کو کھڑکی کی جانب دیکھتے پایا۔ اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ کافی کا کپ اس کے ہاتھ سے چھوٹے چھوٹے بچا۔ وہ کرسی پر گر سا گیا۔ 'کیا واقعی کوئی میری نگرانی کر رہا ہے؟' وہ سوچ میں پڑ گیا۔ نظر اٹھا کر دوبارہ دیکھا تو وہ غائب تھا۔

اس عجیب سے وہم یا واقعی نگرانی نے اسے ہفتے بھر میں نڈھال کر دیا تھا۔ اس نے کافی کا کپ ٹیبل پر رکھا اور صوفے پر لیٹ گیا۔ بے چینی سے سوچتے سوچتے اس کی آنکھ لگ گئی۔ آنکھ کھلی تو رات کا اندھیرا پھیل چکا تھا۔ تھکاوٹ دور کرنے کے لیے وہ نہایا اور پھر شام والی کافی اب پینے کا سوچا۔ کچھ دیر سونے اور نہانے سے وہ کافی پرسکون ہو گیا تھا۔

"مجھے یقین ہے آج بھی مجھے وہم ہی ہوا ہے۔" کافی کے گھونٹ لیتے گویا وہ خود کو تسلی دے رہا تھا۔ رات کا کھانا بنانے کے دوران اس نے تہیہ کیا کہ وہ اب بالکل نہیں غور کرے گا کہ اس کے فلیٹ کے آس پاس کون کھڑا ہے۔ "جب میں کچھ غلط کر ہی نہیں رہا تو پھر میں کیوں ڈروں؟" رات کا کھانا کھا کر وہ بیڈ پر نیم دراز ہو گیا اور معمول کے مطابق سائڈ پر پڑی کتابوں میں سے اوپر والی اٹھائی۔ یہ ایک جاسوسی ناول تھا۔ اپنا دھیان فضول وہم سے بچانے یا پھر خوف سے ہٹانے کے لیے اس نے اپنی پوری توجہ ناول پر مرکوز کر دی۔ ناول کی کہانی میں جرائم پیشہ گینگ کے باغی ممبر کا حال بتایا گیا تھا جسے اپنی غداری کی وجہ سے گینگ سربراہ کی جانب سے موت کی سزا سنائی گئی تھی۔ وہ کچھ عرصہ بھاگ کر روڈ پوش رہا لیکن پھر عقل مندی و ہوشیاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے دوبارہ گینگ جوائن کر لیا۔ گینگ کے سربراہ نے بھی اسے کھلے دل سے معاف کر دیا۔

'عجیب سی اسٹوری ہے یہ مگر میں یہ کتاب کب لایا تھا؟' وہ چھوٹی سی کتاب کو سائڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے سوچ رہا تھا۔ اسے واقعی یاد نہیں آ رہا تھا کہ یہ اسٹوری اس نے کب خریدی اور کہاں سے خریدی؟ وہ وقتاً فوقتاً اپنے پڑھنے کے لیے جاسوسی و دیگر ناول و رسائل خریدتا رہتا تھا جو اسے

یقیناً پاؤں پر تھے لیکن یہ کتاب..... پھر وہ خود پر ہنس دیا کہ نگرانی سے ملنے والے ڈر اور بے چینی نے یادداشت متاثر کر دی ہے۔

اس نے مزید سوچنا بند کیا اور سونے کی کوشش کرنے لگا۔ آدھی رات کا وقت ہو گا کہ اس کی آنکھ ایک آواز سے کھلی۔ کوئی اس کی کھڑکی کو آہستگی سے بجا رہا تھا۔

”یہ اس وقت کھڑکی پر کون ہے؟“ اس نے مندی مندی آنکھوں سے کھڑکی کی طرف دیکھا۔ ”ہوا سے پٹ پٹ ہوں گے۔“ وہ اٹھتے اٹھتے دوبارہ لیٹنے ہی والا تھا کہ ایک تہ شدہ کاغذ اندر آ کر گرا۔ وہ شدید خوفزدہ ہو گیا۔ وہ کاغذ اسے خوفزدہ کر کے یا گل کر رہا تھا۔ زیر و پاؤں کے بلب کی روشنی میں تہ شدہ کاغذ کو دیکھ کر اس کا دیواروں سے سرکھانے کو جی چاہ رہا تھا۔ کچھ دیر بیٹھے رہنے کے بعد اس نے خود کو بہ مشکل اٹھایا، لائٹس آن کیں اور کانپتے ہاتھوں سے کاغذ اٹھایا۔ کچھ دیر تک تو اس سے کاغذ کھولا ہی نہ گیا پھر اس نے ہمت مجتمع کرتے ہوئے کاغذ کو سیدھا کیا۔ لکھا تھا۔

”رسالہ پڑھ کر یقیناً تمہیں تھوڑی بہت سمجھ تو آگئی ہوگی کہ تمہیں اب کیا کرنا چاہیے۔ اب بھی وقت ہے، واپس آ جاؤ۔ جو کہانی آج رات تم نے پڑھی ہے، وہ ہم نے ہی تمہاری پڑھنے والی کتابوں میں سب سے اوپر رکھی تھی۔ تم یہ چٹ پڑھ کر فوراً وہ کرو جو تمہیں کرنا چاہیے۔ تمہارے خیر خواہ۔“

البرٹ کو سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ ششدر زیادہ ہے یا خوفزدہ۔ وہ بھاگ کر کھڑکی کے پاس آیا اور ادھر ادھر جھانکا لیکن اسے اس طرح کوئی جواب مل سکتا تھا؟ اس کا جی چاہا کہ رو دے۔

”اس کا مطلب ہے جو کچھ ہو رہا ہے وہ میرا وہم نہیں۔ واقعی مجھ پر نظر رکھی جا رہی تھی۔“ اس نے خوف سے آنکھیں بند کر لیں۔ ”نہ جانے ایسا کیوں ہے؟“ اس صورت حال نے اس کا دماغ شل کر کے رکھ دیا۔

”یہ کون نامعلوم لوگ نامعلوم وجہ سے میرے پیچھے پڑ گئے ہیں؟ یہ خیال اسے دہلا رہا تھا کہ کوئی اس کے کمرے میں داخل رکھ کر گیا تھا۔ کسی کی پہنچ اس کے کمرے تک ہے لیکن کس کی؟ اور کیوں؟

اس نے چیخا چاہا۔ وہ اٹھا اور بجلی کی سی تیزی سے کھڑکی کے دونوں پٹ بند کر کے گویا خود کو محفوظ کر لیا۔ رات کا باقی حصہ اسی طرح ڈرتے، جاگتے، سوتے گزرا۔ صبح اٹھا تو ہلکا ہلکا بخار تھا۔ وہ اٹھا، ناشتا کیا، میڈیسن لی اور آفس چھٹی کا فون کر کے بیڈ پر لیٹ گیا۔ اب وہ پولیس کی مدد لینے پر

غور کر رہا تھا کیونکہ وہم والی بات تو رہی نہیں تھی۔ پھر اچانک اسے خیال آیا کہ یقیناً بلڈنگ میں رہنے والا کوئی شریر یا اس کا کوئی دوست اسے جان بوجھ کر تنگ کر رہا ہے۔ دن کے اُجالے میں رات والا خوف کافی کم ہو گیا تھا۔

”یقیناً یہ کوئی مذاق ہی ہے۔“ سونے سے پہلے اس نے سوچا۔ میڈیسن لی ہوئی تھی اس لیے اس کی آنکھ لگ گئی۔ دوپہر کوچ کے دوران، اس کے بعد شام کی کافی پیتے ہوئے تمام وقت اس نے اپنی کھڑکی میں سے باہر جھانکا۔ فلیٹ کا دروازہ کھول کر راہداری میں جھانکا، سیڑھیوں تک گیا لیکن کوئی ڈر دینے والی چیز نظر نہ آئی۔ اس چیز نے اس کا اعتماد کافی بحال کر دیا اور وہ ”مذاق ہی ہوگا“ پر مکمل یقین کر کے پُرسکون ہو گیا۔ رات کو اس نے ڈر میں اپنے لیے اپنی پسندیدہ چیزیں بنائیں اور بڑے سکون سے کھانا کھایا۔ اسی دوران اس نے سوچا کہ وہ دو دن مزید فلیٹ میں اسی طرح بند رہ کر ریٹ کرے گا۔ آرام کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ شرارت ابھی مزید کتنی دیر ہوگی کیونکہ اس نے ارد گرد پر نظر رکھنے کا پلان بنایا تھا۔

”میں خود ہی اپنا مسئلہ حل کر لوں گا۔“ اس نے بھرپور اعتماد سے سوچا۔

☆☆☆

”کیا واقعی البرٹ کا پتا چل گیا ہے؟“ پال نے پوچھا۔ چہرے پر زخموں کے نشان اور حد سے زیادہ سختی نے اس کا چہرہ کافی خوفناک بنا دیا تھا۔

”ہاں باس!“ ٹونی نے مؤدبانہ انداز میں جواب دیا۔

”ہونہ۔۔۔۔۔ تو سات سال کے عرصے کے بعد اس بھگوڑے کا پتا چل ہی گیا۔ اچھی بات یہ ہے کہ اس نے پولیس کو کچھ نہیں بتایا اور اس بات پر مجھے شدید حیرت ہے کیونکہ گینگ چھوڑتے ہوئے اس نے دھمکی دی تھی کہ وہ پولیس کو سب کچھ بتا کر ہمیں برباد کر دے گا لیکن نہ جانے کیوں وہ خاموش رہا۔ شاید وہ بھی چاہتا ہے کہ اسے دوبارہ گروہ میں شامل کر لیا جائے۔“ پال نے کہا تو ٹونی نے محض سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

پال کا گینگ بہت بڑا تھا۔ اسمگلنگ، منی لانڈرنگ، قتل و غارت، ہر طرح کے غیر قانونی کام اس کی زیر نگرانی ہوتے تھے۔ کسی معاملے پر ایک بار اس کے انتہائی اہم کارندے البرٹ نے اسے چھوڑ دیا تھا۔ یہ سات برس پہلے کی بات تھی۔ اتنا عرصہ گزر گیا تھا۔ دھمکی دینے کے باوجود البرٹ نے کچھ نہیں کیا تھا۔ اس کے باوجود پال کو

”تو پھر کوئی فون آیا اس کا؟“ پال نے چونک کر سوال کیا۔

”نہیں باس! ابھی تک تو نہیں آیا لیکن.....“ ٹونی اتنا ہی بولا تھا کہ پال نے تیزی سے بات کاٹتے ہوئے کہا۔
”اس نے خط پڑھ کر، فون نمبر دیکھ کر بھی ابھی تک رابطہ نہیں کیا تو وقت ضائع کیے بغیر اسے اٹھالیا جائے۔ کہیں وہ کچھ غلط نہ کر ڈالے۔“

”او کے باس.....! واقعی ایسا ہی کرنا چاہیے۔ آپ تسلی رکھیں۔ میں بہت جلد آپ کو کامیابی کی خبر دوں گا۔“ ٹونی نے سر جھکا کر مودبانہ انداز میں کہا۔ پال نے سر ہلاتے ہوئے اسے جانے کا اشارہ کیا۔

☆☆☆

آفس سے چھٹی کے دو دن ختم ہو چکے تھے۔ ان دو دنوں میں کچھ بھی خلاف معمول نہیں ہوا تھا۔

”آج آفس جانا چاہیے۔“ منہ صاف کر کے اس نے آئینے میں دیکھتے ہوئے گویا اپنے آپ سے کہا۔ آفس کے لیے سوٹ سلیکٹ کر کے وہ بکس میں جانے لگا تا کہ اپنے لیے ناشتا بنا سکے۔ وہ کمرے کے وسط میں تھا کہ ایک کاغذ کا گولہ کھڑکی میں سے اس کے قریب آ کر گرا۔ وہ بری طرح چونکا اور کافی ڈر گیا۔ نیچے جھک کر کاغذ اٹھایا اور کھڑکی کی طرف دیکھا ہوا اسے سیدھا کرنے لگا۔ کاغذ بالکل خالی تھا۔ وہ مسکرا دیا۔

”کسی بچے نے کاغذ پھینکا اور میں ڈر گیا۔ ویسے مجھے آفس جانے سے پہلے پولیس اسٹیشن ضرور جانا چاہیے اور انہیں سارا معاملہ بتا دینا چاہیے۔ اگرچہ ان شرارتوں سے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا لیکن میں کافی ڈسٹرب ہوا ہوں۔“ سوچتے سوچتے وہ ناشتا بنانے لگا۔ وہ فریج سے انڈے نکالتے ہی لگا تھا کہ فلیٹ کی بیل بج اٹھی۔ بیک وقت وہ چونکا اور لرز اٹھا۔ اس کے ہاتھ سے انڈا گر گیا اور ٹوٹ کر بکس کے فرش پر بکھر گیا۔ البرٹ بکس کے لاؤنج میں پہنچ کر بیرونی دروازے کو دور سے یوں دیکھ رہا تھا جیسے دوسری جانب کوئی عفریت ہو۔ بیل وقفے وقفے سے بجائی جا رہی تھی۔ اس نے کی ہول سے جھانکا۔ وہ یکدم حیران اور بے حد خوش ہوا۔ صبح اس کا نہایت قریبی دوست کارٹر تھا۔

”اوہ کارٹر تم.....؟ آؤ، آؤ تم نہیں جانتے، تمہارا آنا مجھے کتنا اچھا لگا ہے۔“ البرٹ خوشی سے بول رہا تھا۔ دوست کو دیکھ کر اسے حوصلہ سا ہوا تھا۔ وہ لاؤنج میں پہنچ چکے تھے۔
”میٹھو کارٹر! میں بریک فاسٹ بنا رہا ہوں۔ تم بھی

ایک بے چینی سی لگی رہتی تھی کہ نہ جانے کس وقت وہ اس کے راز اگل کر اسے پھنسا دے۔ ساتھ ہی اسے یہ بھی غصہ تھا کہ شاید البرٹ بڑے کام چھوڑ کر شریفانہ زندگی گزار رہا ہے اس لیے اسے دوبارہ جرم آلود زندگی میں واپس لانا چاہتا تھا۔ وہ کئی بار اپنے اہم بندوں کے سامنے یہ کہہ چکا تھا کہ کسی طرح البرٹ کا پتا چل جائے تو پتا بتانے والے کو بہت بڑا انعام دے گا۔ ٹونی بھی باس کا بہت قریبی تھا۔ وہ ہمیشہ اس کوشش میں رہتا کہ البرٹ کا پتا چلے اور وہ باس کو بتا کر اس کی نظروں میں نمبرون بن جائے۔ اس سلسلے میں اس نے اپنے ماتحت لڑکوں کو کہہ رکھا تھا۔ اسے کچھ عرصہ پہلے پتا چلا کہ البرٹ نامی شخص اس شہر میں فلاں بلڈنگ میں رہتا ہے تو اس نے اپنے پاس موجود البرٹ کی تصویر اپنے لڑکوں کو دے کر کہا کہ وہ تصدیق کریں کہ واقعی وہی ان کا مطلوبہ البرٹ ہے؟

ٹونی کو البرٹ نے دیکھ رکھا تھا اس لیے وہ اس کے سامنے آ کر اس کو چونکا اور خبردار نہیں کرنا چاہتا تھا۔ یہ بات اس نے لڑکوں کو تصویر دے کر بتائی اور جلدی اطلاع دینے کا کہا۔ چند ہی دنوں میں اسے البرٹ کے بارے میں بتایا گیا کہ وہی ان کا مطلوبہ شخص ہے۔
ٹونی کے لڑکوں نے اس کو یقین دلاتے ہوئے کہا کہ وہ اسے اس کی خاص پہچان انگوٹھی سمیت جان چکے ہیں۔ پال نے اپنے خاص آدمیوں کو ایک مخصوص انگوٹھی دی ہوئی تھی۔ البرٹ اور ٹونی بھی ان خاص آدمیوں میں شامل تھے۔ یہ جھٹانما انگوٹھی تھی جس پر ایک نگینہ خاص انداز میں چمکتا تھا۔ ٹونی کو اسی وجہ سے یقین آیا تھا کہ لڑکے اسے ڈھونڈ چکے ہیں۔ جب انہوں نے اسے بتایا کہ البرٹ نامی شخص نے بالکل آپ جیسی انگوٹھی پہن رکھی ہے تو ٹونی کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا کہ وہ گروہ چھوڑ کر بھی جذباتی طور پر اسی سے وابستہ ہے۔

”یہی البرٹ ہمارا البرٹ ہے۔“ ٹونی نے کہا اور البرٹ اور اپنے گینگ کے حالات سے ملتا جلتا ناول منگوا یا جوڈا ہند ناہرگز مشکل نہ تھا۔ جرائم و سزا کی کہانیوں میں اس قسم کی کہانیاں بہ آسانی مل جاتی ہیں۔ وہ رسالہ البرٹ کے کمرے میں رکھوا یا اور پھر ایک خط بھی پھکوا دیا تھا۔ اب وہ باس کو البرٹ کے بارے میں بتا رہا تھا۔ پال بہت حیران و خوش ہوا۔

”باس! ہم نے خط کے نیچے نمبر بھی لکھ دیا تھا تا کہ وہ چاہے تو موبائل فون پر رابطہ کر لے۔“ ٹونی نے بتایا۔

کرو گے نا؟“ البرٹ نے سوال کیا۔

”آں..... ہاں، بنا لو میرے لیے بھی..... کر لیتا ہوں۔“ کارٹر یوں بولا جیسے کسی گہری سوچ میں گم ہو۔ البرٹ لاؤنج کے سامنے موجود کچن میں چلا گیا اور فرس پر پھیلا انڈا صاف کرنے لگا۔

”ارے، یہ کیا؟“ کارٹر نے پوچھا۔

”بس یار! کئی کہانی ہے اس انڈے کے کرنے کے پیچھے۔ میں ناشا کرتے ہوئے تمہیں سب بتاؤں گا۔ شاید اس معاملے میں تم میری کوئی مدد کر سکو۔“ البرٹ بول رہا تھا اور کارٹر خاموشی سے سن رہا تھا۔ البرٹ نے آٹھٹ بنایا، ٹوس نکالے اور پیالیوں میں چائے ڈال کر لاؤنج میں لے آیا۔

”کیا بات ہے جب سے آئے ہو، چپ چپ سے لگ رہے ہو اور تم نے یہ بھی نہیں بتایا کہ اتنی صبح تم کیسے ادھر آئے؟ آفس نہیں جانا کیا؟“ البرٹ نے ناشا کارٹر کے سامنے رکھا اور خود بھی تیزی سے ناشا کرنے لگا۔

کارٹر نے کرسی سے فیک لگائی اور بولا۔ ”ایک نہایت ضروری کام بن گیا ہے تم سے اس لیے صبح ادھر آیا ہوں۔ مجھے ڈر تھا کہ کہیں تم میرے یہاں پہنچنے سے پہلے آفس کے لیے روانہ نہ ہو جاؤ۔“

”ضروری کام.....؟ کیسا ضروری کام؟ اور تم ناشا تو کرو۔“ البرٹ نے قدرے حیرت سے پوچھتے ہوئے کہا۔

”البرٹ! میں یہاں تمہارے پاس اپنی مرضی سے نہیں آیا۔“ کارٹر نے دھیمے سے لہجے میں کہا۔ اس نے ابھی تک ناشتے کو چھوا تک نہیں تھا۔

”تو پھر..... کس کی مرضی سے آئے ہو؟“ البرٹ نے حیرانی سے پوچھا۔

کارٹر اسے غور سے دیکھتے ہوئے بولنے لگا۔ ”آج میرے دونوں بچے اسکول کے لیے نکلے تو ان کے جانے کے تقریباً پندرہ منٹ بعد میرے گھر کا دروازہ بجا کر ایک چٹ پٹی مٹی جس پر لکھا ہوا تھا۔ ”تمہارے بچے ہمارے پاس ہیں۔ وہ بالکل خیریت سے ہیں اور..... اگر تم چاہتے ہو کہ وہ خیریت سے ہی تمہارے پاس واپس پہنچیں تو کسی طریقے سے اپنے دوست البرٹ کو جس جگہ ہم کہہ رہے ہیں، لے کر آؤ۔ ہم البرٹ کو لے کر تمہارے بچے تمہیں دے دیں گے۔ اگر تم نے پولیس کو اطلاع دی یا البرٹ کو اس بات کی بھنک پڑ گئی اور وہ چوکنہ ہو گیا تو پھر تمہیں تمہارے بچے مردہ حالت میں ملیں گے۔ جلدی البرٹ کو فلیٹ سے نکالو اور ہمیں کال کرو۔“ ساتھ ہی نیچے نمبر بھی لکھا ہوا تھا۔ میں ان

لوگوں کی مرضی سے یہاں آیا ہوں جنہوں نے صبح میرے بچوں کو اغوا کر لیا۔“

البرٹ کی آنکھیں خوف کی شدت سے پھیل رہی تھیں۔ ”تو معاملہ یہاں تک پہنچ گیا ہے۔“ اس کے منہ سے یہ مشکل نکلا۔ کارٹر نے چونک کر اسے دیکھا۔

”کارٹر! اگر تمہیں مجھے کچھ بھی بتانے سے روکا گیا ہے تو تم مجھے کیوں بتا رہے ہو؟“ البرٹ نے کہا۔

”البرٹ! تم میرے بہت اچھے دوست ہو۔ مجھے بہت بُرا لگا کہ میں اپنے بچوں کی جان بچانے کی خاطر تمہیں کسی کے حوالے کر دوں۔ میں نے تمہیں ساری بات اس لیے بتائی ہے تاکہ تم اور میں مل کر کوئی راستہ نکال لیں جس سے میرے بچے بھی واپس آجائیں اور تمہیں بھی ان کے حوالے نہ کرنا پڑے۔ ویسے تمہارے ایسے کون سے دشمن پیدا ہو گئے ہیں جو یہ سب کر رہے ہیں؟“ البرٹ نے پریشانی سے پوچھا۔ دونوں کا ناشا ایسے ہی پڑا تھا۔

”کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔ خود مجھے ابھی پتا چلا ہے کہ جسے میں مذاق سمجھ رہا تھا، وہ ایک بھیا تک حقیقت ہے۔ آخر میری کسی سے کیا دشمنی ہے جو میری نگرانی کرتے کرتے بات یہاں تک آ گئی؟“ البرٹ شدید پریشان تھا۔

”کیا مطلب؟ کیسی نگرانی؟“ البرٹ پلیز! پوری بات بتاؤ۔“ کارٹر نے چونک کر بے تابی سے پوچھا۔ جواب میں اس نے پوری کہانی کارٹر کو سنادی جسے سن کر کارٹر کا منہ کھل گیا۔

”البرٹ! کیا تم پاگل اور احمق ہو۔ اتنے دن سے یہ سب ہو رہا ہے اور تم نے کسی دوست یا پولیس کو نہیں بتایا۔ پولیس سے مدد نہیں لی۔ کمال ہے..... تم سے ایسی بے وقوفی کی توقع نہیں تھی مجھے۔“ کارٹر غصے میں بھی تھا اور پریشان بھی۔

”پہلے تو میں اسے وہم اور مذاق سمجھتا رہا۔ جب مجھے ڈر لگا تو اس وقت حالات اور طرح کے ہو گئے ہیں۔“ البرٹ نے بھاری سانس سے کہا۔

”دیکھا اپنی سستی، کم عقلی کا نتیجہ؟ بات اب میرے گھر، میری فیملی تک پہنچ گئی ہے۔ اگر تم شروع میں ہی کچھ کر لیتے تو آج میں اور تم یوں بے بس اور پریشان نہ بیٹھے ہوتے۔“ کارٹر رو دینے کو تھا۔

”لیکن مجھے یہ سمجھ نہیں آرہی کہ وہ لوگ تم تک، تمہارے بچوں تک کیسے پہنچ گئے؟“ البرٹ کا سوال قدرے احمقانہ تھا جس پر کارٹر نے اسے باقاعدہ گھورتے ہوئے جواب دیا۔

کی جو بھی دشمنی ہے، مجھ سے ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے میرے دوست پر کوئی مصیبت آئے۔ ان کو مجھ سے مطلب ہے۔ میری جانب سے ان کو ڈھیل دینے کی وجہ سے معاملہ تمہاری نیلی تک پہنچ گیا ہے۔ اب میں ان کے پاس جاؤں گا۔ میں جانوں اور وہ..... میں منٹ لوں گا ان سے۔" البرٹ کا لہجہ بہت پُر سکون تھا۔ اتنا کہ اسے خود بھی اپنے آپ پر حیرت ہو رہی تھی کہ وہ جو اتنے دلوں سے خوفزدہ و بے سکون تھا، اچانک کیسے نڈر و پُر سکون ہو گیا۔

"البرٹ پلیز! سنو ہم کچھ اور سوچ سکتے ہیں۔" کیا سوچ سکتے ہیں ہم؟ بتاؤ ذرا۔ تم پاگل تو نہیں ہو گئے۔ تمہیں کہا گیا تھا کہ مجھے یا پولیس کو نہیں بتانا۔ مجھے تم بتا چکے ہو لیکن اس سے کوئی مسئلہ نہیں ہوگا لیکن کیا ہم پولیس کو انفارم کریں اور بچوں کو مشکل میں ڈال دیں؟ کارٹر! شاید تمہیں اس بات کا اندازہ نہیں لیکن مجھے یقین ہے جن لوگوں کی رسائی تم اور تمہارے بچوں تک ہو چکی ہے، وہ اب تمہارا پیچھا کرتے ہوئے یہاں تک ضرور آئے ہوں گے اور یقیناً باہر ہماری نگرانی ہو رہی ہوگی کہ کارٹر کب البرٹ کو باہر لے کر آتا ہے یا کچھ اور کرتا ہے۔" البرٹ نے تیز لہجے میں کارٹر کو سمجھایا تو کارٹر کے ماتھے پر پینا آ گیا۔ اسے اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔

"کیا واقعی باہر کوئی ہم پر نظر رکھے ہوئے ہے؟" اس نے گہرائے ہوئے لہجے میں سوال کیا۔

"یقیناً..... تمہیں کیوں یقین نہیں۔ یہ جو نامعلوم لوگ نامعلوم وجہ کی بنا پر میرے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، انہوں نے میرے دوست کا گھر تلاش کر لیا۔ اسے دھمکی آمیز تحریر بھیجی۔ اب کیا وہ فلیٹ کے آس پاس نہیں ہوں گے۔ جب ان کے اہم مقصد کے پورا ہونے یعنی میرے فلیٹ سے باہر آنے کا وقت ہے۔" البرٹ نے کہا۔ کارٹر اسے دیکھے جا رہا تھا۔ خوف کے مارے اس کا برا حال ہو رہا تھا۔

"اور ہاں کارٹر! ہمیں یہاں سے باہر نکل کر جلدی ان سے رابطہ کرنا ہوگا۔ ایسا نہ ہو وہ سمجھیں کہ ہم فلیٹ کے اندر بیٹھے ان کے خلاف کوئی سازش کر رہے ہیں اور وہ تمہارے بچوں کو کوئی نقصان....."

"چلو، چلو..... جلدی باہر نکلیں۔" کارٹر بجلی کی سی تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ البرٹ بھی اس کے ساتھ تھا۔ وہ اس وقت بالکل بھول چکا تھا کہ اس کی بھی کسی سے دشمنی رہی ہے یا نہیں..... نہ ہی کسی سے ایسا تعلق رہا ہے کہ اسے ان کے پاس واپس جانا چاہیے۔ وہ بالکل مجھلا

"ظاہر ہے، ان کی چھان بین ایسی ہے کہ انہیں تمہارے قریبی دوست کا پتا چل چکا ہے جس کے ذریعے وہ تم پر قابو پا سکتے ہیں۔ دیکھ لیا تم نے وہ کتنے چالاک اور خطرناک لوگ ہیں۔"

البرٹ نے اسے وہ چٹ دکھانے کو کہا جو اسے آج صبح ملی تھی۔ چٹ دیکھ کر وہ رائٹنگ کا اندازہ کرنا چاہتا تھا کہ شاید کسی جاننے والے کی ہو لیکن اسے مایوسی ہوئی۔ لکھائی نہایت عجیب اور نہ جانے کس کی تھی۔

"البرٹ! اخدا کے لیے جلدی کچھ کرو۔ ان منحوسوں کے پاس میرے بچے ہیں۔ میرا پل پل قیامت بن کر گزر رہا ہے۔ ہمیں جلد از جلد کوئی مناسب لائحہ عمل بنانا ہوگا۔" تیز تیز بولتے ہوئے کارٹر نے کہا۔ البرٹ خاموش بیٹھا تھا۔ اس کے دلوں کا ہاتھ میز پر تھے۔ مٹھیوں کا بند ہونا اور کھلنا اس کی اضطرابی کیفیت کو ظاہر کر رہا تھا۔ کارٹر اسے غور سے دیکھتے ہوئے اس کی آنکھیں کھلنے کا یوں انتظار کر رہا تھا جیسے اس کی آنکھیں کھلتے ہی یہ خطرناک مسئلہ حل ہو جائے گا۔ البرٹ نے آنکھیں یکدم کھولیں اور کھڑا ہو گیا۔

"البرٹ! پھر کیا سوچا تم نے؟" کارٹر نے بے چینی سے پوچھا۔ وہ بھی کھڑا ہو گیا تھا۔

"میں نے سوچ لیا ہے کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔" البرٹ مضبوط لہجے میں بولا۔

"کیا؟ کیا کرنا ہوگا ہمیں؟" کارٹر بولا۔

"میں تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہوں۔" البرٹ ہلکا سا مسکرایا۔

"یعنی.....؟" کارٹر ششدر رہا تھا۔

"یعنی..... یہ کہ میں اور تم ساتھ چلیں گے۔ تم ان کو ان کا مطلوبہ بندہ یعنی "مجھے" ان کے حوالے کر دو گے اور اپنے بچوں کو بہ خیر و عافیت لے کر اپنے گھر آ جاؤ گے۔" البرٹ نے اتنے عام سے لہجے میں کہا جیسے یہ معمول کی بات ہو۔

"اور اس کے بعد تمہارا کیا ہوگا؟ میرا مطلب ہے، وہ تمہیں کوئی نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں۔ تمہاری جان بھی لے سکتے ہیں۔ نہیں، نہیں البرٹ! پاگل مت بنو۔ کچھ اور سوچتے ہیں۔" کارٹر نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے جذباتی انداز میں کہا۔

"کچھ اور نہیں بس یہی کرنا ہوگا کیونکہ ہمارے پاس کوئی اور آپشن ہے ہی نہیں۔" البرٹ نے حتیٰ لہجے میں کہا۔

"اور تم؟" کارٹر نے ابھی تک اس کا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔

"وہ جو لوگ بھی ہیں میرے واقف یا ناواقف۔ ان

بیٹھا تھا کہ اسے بلاوجہ تنگ کیا جا رہا ہے۔ وہ تو بس اس وقت دو معصوم بچوں کی جان بچانے کے لیے اپنی جان داؤ پر لگانے جا رہا تھا۔

☆☆☆

”وہ دونوں فلیٹ سے باہر نکلے یا نہیں؟“ ٹونی نے موبائل کان سے لگا رکھا تھا۔ اس کے انداز میں بے چینی تھی۔ وہ آج ہر حال میں البرٹ کو قابو کرنا چاہتا تھا۔ اس کے بعد پال اس البرٹ کا کیا حشر کرتا ہے، اس سے اسے کوئی سروکار نہیں تھا۔ وہ تو باس کی نظر میں اعلیٰ مقام حاصل کرنا چاہتا تھا۔

”نہیں باس! ابھی تک باہر نہیں آئے۔“ دوسری طرف نگرانی پر کھڑے جنکی نے جواب دیا۔

”باہر نہیں آئے.....؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ ہمارے خلاف کوئی پلان بنا رہے ہوں؟“ ٹونی چونکا۔

”باس! اسے سختی سے منع کیا گیا ہے کہ البرٹ کو کسی بات کا پتہ نہ چلے اور وہ اسے باتوں میں لگا کر باہر لائے۔ اگر کارٹر اسے یہ بات بتا کر ہمارے خلاف کچھ کرنے کا سوچ بھی رہا ہے تو اسے کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ اس کے کسی بھی غلط قدم کے اٹھانے کا نتیجہ اسے اپنے بچوں کے جسنوں کے ٹکڑوں کی شکل میں ملے گا۔“ جنکی کے انداز میں بے رحمی تھی۔

”ہاں، ٹھیک کہا تم نے..... پھر بھی نظر رکھو ان پر اور جو بھی کارٹر کی کال آئے، مجھے بتاؤ۔“ ٹونی نے ہدایت دے کر فون بند کر دیا۔

☆☆☆

البرٹ اور کارٹر دونوں فلیٹ کی سیڑھیاں اتر رہے تھے۔ البرٹ نے کارٹر کو سمجھا دیا تھا کہ وہ اس کے ساتھ بالکل ایسے بات کرتا ہوا سیڑھیاں اترے جیسے واقعی اس نے اسے عام سی باتوں میں لگا رکھا ہے۔

”اب تم مجھ سے کچھ فاصلے پر جا کر ابیں کال کر کے پوچھو کہ مجھے کہاں لے جانا ہے۔“ البرٹ نے کارٹر کے کندھے پر ہاتھ مار کر ہنستے ہوئے کہا۔ دور سے دیکھنے والوں کو یہی لگ رہا تھا جیسے وہ کوئی مذاق کرتے ہوئے دوست کے کندھے پر ہاتھ مار رہا ہے۔

جواباً کارٹر بھی ہنسا اور بولا۔ ”فاصلے پر جا کر کیوں؟ یہیں کر لیتا ہوں۔“

البرٹ ایک بار پھر مکمل کر مسکرایا حالانکہ اس کا دل کارٹر کی بے وقوفی پر رونے کو کر رہا تھا۔ وہ اس کے ہاتھ پر ہاتھ

مارتے ہوئے بولا (حالانکہ اس وقت اس کا دل کارٹر کے جبرے پر گھونسا مارنے کو کر رہا تھا) ”میرے احق دوست! ہم جن لوگوں کو دکھانے کے لیے پاگلوں کی طرح ہنستے ہوئے انتہائی سنجیدہ بات کر رہے ہیں، ان سے فون پر میرے خلاف بات تم میرے ساتھ کھڑے ہو کر کر سکتے ہو؟“

”اوہ! واقعی میں احق ہوں۔“ کارٹر نے تیزی سے کہا اور گراؤنڈ فلور پر البرٹ سے پہلے اتر کر اسے ذرا رکھنے کا اشارہ کرتے ہوئے سائڈ پر موجود شاپ پر چلا گیا جہاں وہ البرٹ کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔ اس نے جلدی سے کاغذ پر لکھا ہوا موبائل نمبر ملایا۔

☆☆☆

”باس! البرٹ کے دوست کارٹر کی کال آئی تھی۔ وہ پوچھ رہا تھا کہ فلیٹ سے باہر میں اسے ذرا گھومنے پھرنے کا کہہ کر لایا ہوں۔ اب کہاں لے کر جاؤں؟ میں نے اسے کہا ہے کہ وہ اسے رش سے ذرا دور نسبتاً سناں جگہ پر لے جائے۔ جونہی وہ ہماری بتائی ہوئی جگہ پر پہنچیں گے، ہم انہیں گھیر کر البرٹ کو اٹھالیں گے۔“ جنکی نے ٹونی کو بتایا۔

”اچھی طرح دیکھ لیا ہے، کسی گڑبڑ کا خدشہ تو نہیں؟“ ٹونی نے پوچھا۔

”ارے نہیں باس! میں نے اور میرے دو ساتھیوں نے ان پر کڑی نظر رکھی تھی۔ فلیٹ کے دروازے سے لے کر گراؤنڈ فلور تک وہ ہنستے ہوئے باتیں کرتے آئے تھے۔ دونوں کا انداز معمول کا تھا۔ میرے سامنے ہی کارٹر نے البرٹ کو ذرا ٹھہرنے کا اشارہ کیا اور پھر ایک طرف صعب کر مجھ سے رابطہ کیا۔ آپ بے فکر رہیں۔“ جنکی نے ٹونی کو تسلی دیتے ہوئے تفصیل بتائی۔

فون بند کر کے ٹونی نے میز پر رکھا اور ریو لوئیک چیئر کی پشت سے ٹیک لگا کر اسے ہلکے ہلکے حرکت دیتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں۔ ”تو البرٹ! اب تم میرے ٹیکے میں آبی چکے ہو۔“ اس کے چہرے پر بڑی جاندار مسکراہٹ تھی۔

☆☆☆

موبائل بند کر کے کارٹر نے البرٹ کو سامنے آکر اشارہ کیا۔ البرٹ جلدی سے آیا اور دونوں کارٹر کی گاڑی میں بیٹھ گئے۔

”کیا کہا ان منحوسوں نے؟“ فرنٹ ڈور کھولتے ہوئے البرٹ نے بے تابی سے پوچھا۔ جواب میں کارٹر نے جنکی سے ہونے والی گفتگو اسے بتادی۔

”ہوں..... ٹھیک ہے، چلو۔“ البرٹ نے گہرا سانس

لیتے ہوئے کہا۔

”البرٹ! مجھے بہت شرمندگی ہو رہی ہے جو کچھ میں کرنے جا رہا ہوں۔“

”پلیز کارٹر اچھاپ رہو۔ اس سب میں تمہارا کوئی قصور نہیں۔ تم بے فکر رہو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ یقیناً کوئی غلط فہمی یا مذاق ہے جو کچھ گھنٹوں میں سامنے آجائے گا۔“ اس کے انداز میں بے خوفی اور سب ٹھیک ہو جانے کا یقین تھا۔

”اور اگر غلط فہمی، مذاق نہ ہوا، اگر انہوں نے تمہیں کوئی نقصان پہنچا دیا تو؟“ کارٹر کا لہجہ شکستہ سا تھا۔

”کارٹر! ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ اتنی کڑی نگرانی میں صرف ان کی بات ماننے کا ہی آپشن ہے۔ تم بس وہی کرو جو تمہیں انہوں نے اور میں نے کرنے کو کہا ہے۔ میری آج تک کسی سے دشمنی یا مخالفت نہیں رہی۔ مجھے یقین ہے شام سے پہلے پہلے حالات نارمل ہو جائیں گے۔“ البرٹ کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے بول رہا تھا۔ اب دونوں چپ تھے۔ چند منٹ بعد انہیں اپنے پیچھے جیکی کی گاڑی کے آنے کا پتا چل گیا۔ دونوں تیزی سے دھڑکتے دل کے ساتھ آئندہ پیش آنے والی صورت حال کے بارے میں سوچ رہے تھے۔ کچھ ہی دیر میں جیکی کی دی گئی ہدایت کے مطابق کارٹر نے گاڑی کی اسپید کافی کم کر دی اور جیکی کی گاڑی تیزی سے ان کے سامنے آکر راستہ روک کر کھڑی ہو گئی۔ چند ہی لمحوں میں تین گن بردار لڑکوں نے البرٹ کو گاڑی سے گھسیٹ کر اپنی گاڑی میں بٹھالیا اور کارٹر کے بچے کارٹر کے حوالے کر دیے۔ کارٹر سہمے ہوئے دونوں بچوں کو خود سے لگائے ہوئے افسردہ نظروں سے البرٹ والی گاڑی کو جاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔

☆☆☆

”ہیلو باس! ایک خوشخبری ہے۔“ ٹونی کے لہجے میں جوش تھا۔

”کیسی خوشخبری؟“ پال چونکا۔

”باس!..... اس بھگتوڑے البرٹ کو قابو کر لیا گیا ہے۔ ابھی میرے پاس جیکی کی کاپی آئی تھی۔ وہ اس وقت اس کی گاڑی میں ہے۔“ ٹونی نے خوشخبری سنائی۔

پال کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ”کیا واقعی؟ اگر یہ سچ ہے تو اسے وقت ضائع کیے بغیر میرے پاس لے آؤ۔“ پال نے تیزی سے کہا۔

”ٹھیک ہے باس! تقریباً پون گھنٹے بعد وہ آپ کے پاس ہوگا۔ میں اپنے لڑکوں سے کہہ دیتا ہوں کہ سیدھا باس کے اڈے پر لے جائیں۔ اس کی آنکھوں پر پٹی وغیرہ

باندھنے کی تو ضرورت نہیں ہے نا؟“ ٹونی نے پوچھا۔

پال عجیب سے انداز میں ہنسا۔ ”ارے، اس کی ضرورت نہیں۔ پرانا بندہ ہے۔ تمام خفیہ راستوں، اڈوں اور مرکز کو جانتا ہے۔ بس تم اسے یہاں پہنچا دو اور ہاں..... تم بھی آ جاؤ۔“ پال نے حکم دیا۔

”لیس باس! میں ذرا شہر سے باہر تھا۔ میں پہنچ رہا ہوں کچھ دیر میں۔“ ٹونی نے کہہ کر فون بند کر دیا اور واپسی کے لیے گاڑی میں بیٹھ گیا۔ ”باس کم ہی کسی کو معاف کرتا ہے۔“ اس نے سوچا، وہ اپنے سامنے البرٹ کی درگت بننے دیکھنا چاہتا تھا۔

☆☆☆

”کون ہو تم لوگ اور خدا کے لیے بتا دو کہ کس وجہ سے مجھے اغوا کر کے لے جا رہے ہو؟“ البرٹ نے گاڑی میں زبردستی بٹھائے جانے کے چند منٹ بعد سوال کیا۔ وہ پچھلی سیٹ پر اس طرح بیٹھا تھا کہ دائیں بائیں بیٹھے دونوں لڑکوں کے پستول کی نال اس کی پسلیوں سے چھو رہی تھی۔

”وجہ پوچھ رہے ہو۔ یہ نہیں پوچھو گے کہ ہم تمہیں کہاں لے جا رہے ہیں؟“ ڈرائیونگ سیٹ پر موجود غیر معمولی لمبے لڑکے نے کہا۔ البرٹ کے تن بدن میں گویا آگ لگ گئی۔ وہ یہ بھی بھول گیا کہ وہ اس وقت گن پوائنٹ پر ہے۔

”لے جانے کی وجہ بتا دو پھر چاہے جہنم میں لے جانا، مجھے پروا نہیں۔“ وہ شدید غصے سے بولا۔ جواباً تینوں لڑکے ہنس دیے۔

”مسٹر البرٹ! آرام سے بیٹھے رہو۔ ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ بغیر کوئی نقصان پہنچائے تمہیں باس کے اڈے پر پہنچا دیا جائے۔ ہم حکم پورا کرنے کے پابند ہیں۔ کچھ دیر خاموش بیٹھو، جلد سارے سوالوں کے جواب جان جاؤ گے۔“ البرٹ کے دائیں طرف بیٹھے جیکی نے خشک لہجے میں کہا۔

”کون باس.....؟ کون سا اڈا؟ خدا یا میں پاگل ہو جاؤں گا۔“ البرٹ نے دانت کچکپائے۔ وہ تینوں خاموش بیٹھے رہے۔ گاڑی تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہی تھی۔

☆☆☆

وسیع و عریض کمرے میں پال صوفے پر بیٹھا تھا۔ ایک سائڈ پر ڈبل بیڈ اور فرنیچ پڑے تھے۔ ایک دیوار کے ساتھ کچھ کرسیاں ترتیب کے ساتھ رکھی ہوئی تھیں۔ پورا کمرہ کارپنٹ تھا۔ صوفے کے قریب ایک بڑی سی کرسی پڑی تھی جو

مہربانی مجھے جانے دیں۔ میں نہایت عام اور بے ضرر سا انسان ہوں۔ یہ تو مجھے سمجھ آ چکی ہے کہ یہ لوگ مجھے کسی اور کے دھوکے میں لے آئے ہیں۔ مجھے جانے دیجئے۔ میں وعدہ کرتا ہوں، سب کچھ بھول جاؤں گا اور کبھی بھی کسی سے آپ کا ذکر نہیں کروں گا۔“ البرٹ نے طویل بات کرتے ہوئے گویا درخواست کی حالانکہ اسے خدشہ تھا کہ یہ غنڈے اسے یوں نہیں جانے دیں گے پھر بھی اپنی زندگی بچانے کی اپنی سی کوشش کی۔ پال نے اسے کوئی بھی جواب دیے بغیر موبائل پر کوئی نمبر ملایا اور البرٹ کو سامنے پڑی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ البرٹ خوفزدہ سا بیٹھ گیا۔ اتنا تو اس کی توقع کے عین مطابق ہوا تھا کہ یہ سب ایک غلط فہمی تھی لیکن آگے کیا ہوگا؟ کا سوال اس کے ذہن میں کئی خدشات جگا رہا تھا۔

☆☆☆

ٹوٹی، پال کے اڈے سے کچھ فاصلے پر تھا کہ اس کا موبائل بجنے لگا۔ موبائل اسکرین پر ”باس“ دیکھ کر اس نے نہایت خوشی سے کال ریسیو کی۔ ”یس باس! بس پہنچے ہی والا ہوں چند منٹ میں۔“

”ہاں، آؤ جلدی اور ملو البرٹ سے۔“ پال کا لہجہ بہت سرد اور روکھا تھا جس پر ٹوٹی کو شدید حیرت ہوئی۔ کال ختم ہو گئی تھی۔ ٹوٹی البرٹ سے ملنے اور پال کے لہجے کی وجہ جاننے کے لیے بے چین ہو گیا۔ اس نے گاڑی کی اسپید بڑھادی۔

☆☆☆

پال سخت چہرہ لیے شدید غصے میں صوفے پر بیٹھا تھا۔ اس کا چہرہ قہر اور آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں۔ سامنے کرسی پر بیٹھا البرٹ اپنی قسمت کے فیصلے کا انتظار کر رہا تھا۔ اسے لانے والے لڑکے ایک طرف سہمے کھڑے تھے۔ ٹوٹی تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر پال کی غراہٹ بھری آواز ابھری۔

”ٹوٹی! تو تم بھی مل لو البرٹ سے۔“ لہجہ لرزا دینے والا تھا۔

ٹوٹی نے کرسی پر بیٹھے اجنبی چہرے کو دیکھا۔ ”یہ کون ہے؟“ وہ ہکلا یا۔

”وہی البرٹ جسے تم نے تلاش کروایا ہے۔“ پال کا لہجہ طنزیہ اور غصے میں بھرا ہوا تھا۔ ٹوٹی گھبرا گیا۔

”یہ تو..... یہ تو کوئی اور ہے۔ میں نے تو انہیں کہا تھا کہ.....“ ٹوٹی بول رہا تھا کہ باس نے اس کی بات کاٹ دی۔

”یہ ہے وہ البرٹ جس کے لیے تم اتنا اچھل رہے

البرٹ کا انتظار کر رہی تھی۔ پال کے چہرے پر ایسی مسکراہٹ تھی جو بہت بڑی کامیابی حاصل کرنے کے بعد آتی ہے۔ اسے البرٹ کے یہاں داخلی گیٹ کے پاس پہنچنے کی اطلاع مل چکی تھی۔

”لے آؤ اسے میرے کمرے میں۔“ پال نے اپنے خاص کمرے میں اسے لانے کا کہا۔ چند منٹ بعد البرٹ کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے دائیں بائیں گن بردار تھے۔ پال نے جان بوجھ کر منہ دوسری طرف کر لیا۔

”ہاں..... تو البرٹ! تم یہاں آنے پر مجبور کر ہی دیے گئے۔ تم نے شاید سوچا تھا کہ تم بھی میری گرفت میں آؤ گے ہی نہیں لیکن تم دیکھو کہ تمہیں میرے چند ماہ پہلے آئے ہوئے نا تجربہ کار لڑکوں نے قابو کر لیا..... باہا ہا۔“ پال نے زوردار قہقہہ لگایا اور بات جاری رکھی۔ ”تمہیں جس بھی طریقے سے لایا گیا ہو، بہر حال آئے تو تم اپنے ہی گھر ہو اس لیے تمہیں ویکم تو کہنا چاہیے۔“ پال بڑے ڈرامائی انداز میں مڑا۔

”تو..... مسٹر البرٹ! ذیل..... کم!“ آخری لفظ پال کے منہ میں ہی رہ گیا۔

”یہ کون ہے؟“ اس نے پچھلی پچھلی آنکھوں سے گن بوائسٹ پر کھڑے اجنبی چہرے کو دیکھ کر سوال کیا۔ لڑکے گھبرا گئے۔

”سر! یہ البرٹ ہے۔ وہی جسے آپ نے اور ٹوٹی سر نے لانے کا کہا تھا۔“ ایک نے جواب دیا۔ پال کے چہرے پر زلزلے کے اثرات تھے۔ اس کے سامنے اس کے مطلوبہ البرٹ کے بجائے کوئی اور ہی کھڑا تھا جسے اس نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔

”انتھو! یہ کسے اٹھالائے ہو؟ کس کے کہنے پر تم اسے البرٹ سمجھ بیٹھے؟“ وہ چیخا۔

”جناب! کیا آپ میری..... بات سنیں گے؟“ البرٹ نے ڈرتے ڈرتے پہلی بار زبان کھولی۔ اس جگہ داخل ہونے سے لے کر اب تک اس پر کافی خوف طاری ہو چکا تھا۔ جو احاطہ دیہاں آنے سے پہلے اس میں آیا تھا، وہ یہاں کا ماحول دیکھ کر اڑن چھو ہو گیا تھا۔ پال نے اس کی جانب گھور کر دیکھا جسے کہہ رہا ہو کہ ”بکوجلدی۔“

”سر! میں خود پچھلے اٹھارہ، بیس دن سے شدید پریشان ہوں۔ یہ لوگ میری خواہ مخواہ نگرانی کر رہے تھے۔

مجھے مختلف طریقوں سے اور خط بھیج کر مجھے ڈرا رہے تھے۔ واپس آ جانے کا کہہ رہے تھے اور اب میرے ایک قریبی دوست کو بلیک میل کیا اور مجھے زبردستی اٹھالائے۔ برائے

تھے۔ مجھے اتنے دن سے خوشخبری سنا رہے تھے۔ میرا اتنا نام ضائع کیا۔“ پال دھاڑا۔ ٹوٹی تیزی سے اپنے لڑکوں کی جانب مڑا۔

”یہ کیا ہے؟ میں نے تو تمہیں اس کی تصویر، نام، نشانیاں، سب بتا دیا تھا پھر کیوں غلط بندے کو اٹھالائے ہو؟“ وہ اب ان پر غصہ نکال رہا تھا۔

”وہ دراصل بات یہ ہے کہ ہمیں البرٹ نامی شخص کا پتا چلا تو ہم اس کے آس پاس گئے۔ ہمارے پاس تصویر تھی۔ ہم نے تصویر دیکھنا چاہی تو پتا چلا کہ نہ جانے کیسے وہ ڈیلیٹ ہو گئی ہے۔ ہم گھبرا گئے۔ آپ کی ناراضگی کا ڈر تھا اس لیے آپ سے دوبارہ تصویر نہ مانگی اور پھر جبکی نے مجھے تسلی دی کہ اسے ایک ہی بار موبائل فون میں اس کی شکل دیکھ کر کافی یاد ہے۔ ہم اسے ڈھونڈ سکتے ہیں۔ اسی دوران ہمارے ایک ساتھی نے کال کی جو البرٹ کے قلیٹ کی نگرانی پر مقرر تھا اور بتایا کہ البرٹ باہر آ رہا ہے۔ جب البرٹ باہر آیا تو اس نے ماسک پہن رکھا تھا۔ چہرہ اتنا واضح نہیں تھا۔ ہم مایوس سے ہو گئے کہ اچانک میری نظر اس کی انگلی پر پڑی۔ اس میں وہی انگلی تھی جیسی آپ اور چند اور لوگوں کے پاس ہے۔ جبکی نے بھی میرے کہنے پر انگلی دیکھی اور کہا کہ یہی ہے وہ جس کی ہمیں تلاش ہے۔ چنانچہ ہم اسے اٹھالائے اور چہرہ دیکھنے کی فکر چھوڑ دی کیونکہ ہمیں یقین تھا ہم ٹھیک بندہ لے جا رہے ہیں۔“ جبکی کے جونیئر نے بڑی تیزی سے سارا جگ سامنے رکھ دیا۔

ٹوٹی، پال کے ڈر اور لڑکوں پر غصے سے کانپ رہا تھا۔ وہ تیزی سے سکتے کے سے عالم میں بیٹھے البرٹ کے پاس گیا اور جھپٹ کر اس کا ہاتھ پکڑ کر انگلی میں موجود انگلی بغور دیکھنے لگا پھر اپنی انگلی دیکھی۔ معمولی سے فرق کے ساتھ دونوں ایک جیسی لگتی تھیں۔

”احتمالاً تو تم۔“ ٹوٹی چیخا۔ ”میں نے کہا بھی تھا کہ اچھی طرح چیک کر لینا۔ تم نے مجھ سے دوبارہ تصویر کیوں نہیں مانگی اور..... اور جبکی! تمہیں تو شکل یاد تھی نا..... پھر پہچانا کیوں نہیں یہاں لانے تک؟“ وہ پھنکار رہا تھا۔

”وہ..... ہاں! مجھے لگا کہ یہ وہی ہے۔ دراصل.....“ اس کی بات درمیان میں رہ گئی۔ البرٹ کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔

”پلیز سرائے! مجھے اب تو جانے دیں۔ میرا آپ کے معاملات سے کچھ لینا دینا نہیں۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں اپنی زبان بند رکھوں گا۔“ اس نے ایک بار پھر وہاں سے

جانے کی درخواست کی۔

پال نے اسے غور سے دیکھا۔ ”ٹوٹی! تم اور تمہارے احمق ساتھی جاؤ اسے لے کر۔ اسے اس کے ٹھکانے پر دھیان سے چھوڑ آؤ۔“ پال، البرٹ کو وہاں سے جانے کی اجازت دے رہا تھا۔ نہ جانے کیوں البرٹ کو اس کا انداز سفاکانہ سا لگا۔

ٹوٹی نے چونک کر باس کی طرف دیکھا اور بولے بغیر البرٹ اور اپنے لڑکوں کو چلنے کا اشارہ کیا۔ اس طرح جان چھوٹ جانے پر البرٹ شدید حیران تھا۔ وہ پھر سے دو بندوں کے درمیان بیٹھا تھا لیکن اب وہ چرسکون تھا کیونکہ وہ اپنے گھر واپس جانے والا تھا۔

گاڑی اڑے سے کافی فاصلے پر آچکی تھی کہ البرٹ بولا۔ ”تمہارا باس ہے بہت رحمدل۔ مجھے زندہ واپس جانے دیا ہے ورنہ میں تو ڈر رہا تھا کہ نہ جانے کیا ہوگا۔“

ساتھ بیٹھے ٹوٹی نے عجیب انداز میں قہقہہ لگایا۔ ”تم نے ہمارا اڈا دیکھ لیا ہے۔ سارے بیرونی داندرونی راستے دیکھ لیے۔ اپنا بندہ سمجھ کر ہم نے تمہاری آنکھوں پر پٹی نہیں باندھی تھی اور ہماری اس غلطی کی وجہ سے تم ہمارے کافی راز جان چکے ہو۔ تمہیں زندہ رکھنے کی غلطی ہم کر سکتے ہیں؟“ اس کے ٹھکانے پر دھیان سے چھوڑ آؤ“ کا مطلب ہے، اسے اس کی رہائش گاہ کے آس پاس یا قلیٹ پر اس طرح ٹھکانے لگا کر آؤ کہ سب کو یہ خودکشی یا حادثہ لگے۔ سمجھے تم مسٹر البرٹ؟“

البرٹ کا پورا جسم خوف کے مارے پسینے میں جھجک گیا۔ اس کا حلق خشک ہو گیا۔ بچاؤ کی کوئی صورت اسے نظر نہیں آرہی تھی۔ وہ کوئی انہونی ہونے کی دعا کر رہا تھا کہ اچانک گاڑی رک گئی۔

”کیا ہوا؟“ ٹوٹی نے پوچھا۔

”پیٹرول ختم ہو گیا ہے۔“ جبکی نے جواب دیا پھر بولا۔ ”قریب ہی پیٹرول پمپ ہے۔ دھکا لگا کر بہ آسانی وہاں تک پہنچ سکتے ہیں۔“ ٹوٹی کچھ نہیں بولا۔ وہ دانت بھیجے ان ٹکوں کو دیکھ رہا تھا جنہوں نے پیٹرول چیک نہیں کیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں گاڑی پیٹرول پمپ تک پہنچ گئی۔

”کوئی چالاکی نہ کرنا کیونکہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ہم محفوظ راستہ نہ پا کر تمہیں یہیں گولی مار کر پیچھک جائیں گے۔“ ٹوٹی نے دھمکا دیا۔

البرٹ ویران آنکھوں سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا تھا۔ غلط فہمی کسی کو ہوئی اور مارا وہ جا رہا تھا۔ عجیب بات تھی۔ اس کی نظر اپنی اس انگلی پر پڑی

جس میں وہ انگوٹھی تھی جس نے اسے موت کی سزا سنوائی تھی۔ اس کا جی چاہا کہ اس منحوس انگوٹھی کو اتار کر دور پھینک دے۔ پیٹرول ڈالنے والا لڑکا پیٹرول ڈال رہا تھا۔ چند ماہ پہلے ایسے ہی خرید کر پہنی گئی انگوٹھی پر وہ غور کر رہا تھا کہ ایک گاڑی وہاں آ کر رکی۔ اس میں سے ایک شخص جو پیٹرول پمپ کا مالک تھا، پیٹرول ڈالنے والے لڑکے کے قریب آیا۔

”اسمتہ چلا گیا کیا؟“ اس نے پوچھا۔ البرٹ کی نظر اس کی انگلی میں موجود انگوٹھی پر پڑی جو کافی قیمتی لگ رہی تھی۔ اس میں بہت بڑا قیمتی پتھر تھا۔

”جناب! کیا میں یہ انگوٹھی دیکھ سکتا ہوں؟“ اس نے پیٹرول پمپ کے مالک سے اچانک سوال کر ڈالا۔ ٹوٹی اور دوسرے لڑکے چونک کر اسے گھورنے لگے۔ وہ چوکنے سے ہو گئے۔

”در اصل مجھے انگوٹھیوں اور قیمتی پتھروں کا شوق ہے۔ کیا جڑا ہے اس میں؟ دکھائیے ذرا۔“ البرٹ نے بڑے اشتیاق سے کہا۔ اسے انگوٹھیوں کا شوق تھا نہ ہیرے، موتی، پتھر کا کچھ علم تھا۔ بس اس کی شدید خواہش تھی کہ انگوٹھی نہایت قیمتی ہو اور ایسا ہی ہوا۔

”جی ہاں، دکھاتا ہوں۔ اس میں میرا خاندانی ہیرا جڑا ہے جس کی قیمت کسی کی سوچ سے بھی زیادہ ہے۔“ کہتے ہوئے پیٹرول پمپ کے مالک نے انگوٹھی اتار کر البرٹ کو تھما دی۔ اس کو شاندار گاڑی میں بیٹھے شخص پر اعتبار تھا۔

”تم اب ذرا برے ہٹ جاؤ۔ دل میں سوچتے ہوئے وہ انگوٹھی کو پھینکیں پر رکھ کر غور سے دیکھنے لگا۔ مالک تو نہیں ادھر ادھر گیا لیکن قدرت اس پر مہربان تھی۔ ہوا یہ کہ پیٹرول پمپ کا مالک اچانک دوسری طرف دیکھنے لگا۔ ادھر گاڑی اسٹارٹ ہو رہی تھی۔ ٹوٹی اسے دیکھ رہا تھا جیسے کہہ رہا ہو ”واپس کر دو انگوٹھی۔“ اس نے جلدی سے اصلی مالک کے بجائے وہاں کھڑے لڑکے کو انگوٹھی تھما دی۔ ”یہ لو، دے دو انہیں۔“

گاڑی پیٹرول پمپ سے روانہ ہو رہی تھی۔ لڑکا انگوٹھی مالک کو پکڑا رہا تھا۔ ٹوٹی کی گاڑی تیزی سے آگے بڑھ رہی تھی۔ البرٹ تیزی سے دھڑکتے دل کے ساتھ سوچ رہا تھا کہ جو میں نے ابھی کیا ہے کیا اس کا مثبت نتیجہ ملے گا؟ وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو گود میں دبائے بیٹھا تھا۔ گالیاں آ جا رہی تھیں۔ وہ اپنے پیچھے آنے والی ہر گاڑی کی آواز پر غور کرتا اور اس کے پاس سے گزر جانے پر مایوس ہو جاتا۔ یہ سب چند منٹ میں ہی ہوا۔ اچانک چند گاڑیاں شور مچاتی ان کے قریب آئیں۔ ٹوٹی حیرت سے پیچھے آنے والی ان

گاڑیوں کو دیکھ رہا تھا جن میں سے ایک تیزی سے ان کی گاڑی کے سامنے آ کر راستہ روک کر کھڑی ہو گئی اور انہیں اچانک بریک لگانے پر مجبور کر دیا۔ اسی دوران دوسری گاڑی سے چار مستعد لڑکے ہسپتال لیے نکلے اور البرٹ والی گاڑی کے چاروں شیشوں والی سائڈ پر بیٹھے افراد پر تان لیے۔ یہ اتنی جلدی ہوا کہ ٹوٹی اینڈ کمپنی کو سمجھنے یا کچھ کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ اتنے بڑے گینگ کے تجربے کار لوگ بے خبری میں قابو آ گئے۔ وہ بالکل بے بس بیٹھے تھے۔ جس گاڑی نے راستہ روکا تھا، اس میں سے پیٹرول پمپ کا مالک ایلن اتر اور تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا ان لوگوں کے پاس آ گیا۔ اس کے چہرے پر شدید اشتعال تھا۔

”تو یہ ہے طریقہ تمہارے لوٹنے کا، ذلیں لوگو!“ ایلن کے لہجے میں غصہ اور نفرت دونوں تھے۔ اس کے پمپ پر موجود سکیورٹی والے لڑکے سب کو گن پوائنٹ پر گاڑی سے نکال چکے تھے۔ جبکی نے تیزی دیکھانے کی کوشش کی لیکن گرفت میں آئے ٹوٹی نے حالات کی نزاکت سمجھتے ہوئے اسے اشارے سے روک دیا۔ ان کا اسلحہ چھین لیا گیا تھا اور اسے رش میں باقی لوگ انہیں پینے تو آ سکتے تھے، ان کی مدد کرنے نہیں۔ وہ بری طرح پھنسے ہوئے تھے۔ البرٹ کے چہرے پر پُر سکون مسکراہٹ تھی۔

”میں نے تمہاری شکل اور گاڑی دیکھ کر تم پر اعتبار کر لیا لیکن بچ انسان تم نے ایک قیمتی ہیرے والی انگوٹھی ہتھیا کر لڑکے کو یہ چند ڈالر کی معمولی سی انگوٹھی تھما دی۔ کیا سمجھا تھا تم نے کہ تم اور تمہارا گروپ واردات کر کے نکل جاؤ گے اور ہم بے وقوف بن کر بیٹھے رہیں گے؟ میرے پمپ پر موجود میرے گن مین نہیں دیکھے تھے کیا تم نے؟“ ایلن، البرٹ کا کارلر پکڑے اسے خوب جھنجھوڑتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

”جی، دیکھے تھے گن مین۔ اسی لیے تو واردات کی۔“ البرٹ نے سکون سے کہا۔ اس کی مسکراہٹ مزید بڑھ گئی تھی۔ ٹوٹی اور اس کے ساتھی البرٹ کی ہوشیاری کو سمجھ چکے تھے اور اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہے تھے۔

”یہ بہت خطرناک ہو چکا ہے۔ اگر اسے ختم نہ کیا تو باس ہماری فیملیز تک کو ختم کر دے گا۔“ ٹوٹی نے سوچا۔ اس نے یکدم خود کو چھڑوایا اور البرٹ کی گردن دبوچ لی۔ قریب تھا کہ وہ گردن دبا تا، ایلن کے گارڈ نے اس کی پہلی میں زوردار ٹھوکر مار کر اسے کراہنے پر مجبور کر دیا۔ وہ اس بات پر حیران تھے کہ مجرم نے اپنے دوسرے ساتھی پر کیوں حملہ کیا۔ اتنے میں پولیس پہنچ گئی جسے ایلن نے پیٹرول پمپ

سے روانہ ہوتے ہی مطلع کروا دیا تھا۔ خود کو بری طرح کھنبے میں جکڑے دیکھ کر ٹوٹی چیخ اٹھا۔

”شاہر آدمی! تم نے خوب طریقہ نکالا اپنی جان بچانے کا لیکن یاد رکھو، زندہ پھر بھی نہیں بچ پاؤ گے۔“
ایلن، اس کے گارڈز اور پولیس والے چوکنے۔ وہ البرٹ کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔

”آفسیر! میں ان کا ساتھی یا مجرم نہیں ہوں بلکہ میں تو ان کے ہاتھوں کچھ دیر میں قتل ہونے والا تھا کہ اچانک قدرت مجھ پر مہربان ہو گئی اور آپ لوگوں نے آکر مجھے بچالیا۔“ البرٹ نے بتایا۔ ٹوٹی کے چیخ کر اسے کہے گئے جملے نے اس کی پوزیشن پولیس اور ایلن کے سامنے بالکل صاف کر دی تھی۔ وہ اب مجرم کے طور پر نہیں دیکھا جا رہا تھا۔

تفصیل جاننے کے لیے ایلن اور اس کے ساتھیوں سمیت سب کو پولیس اسٹیشن لے جایا گیا۔ البرٹ نے نگرانی، رسالہ، چٹ، کارٹر کے بچوں کے اغوا سے لے کر پیٹرول ختم ہونے تک ساری کہانی سنائی اور سانس لے کر بولا۔ ”جونہی میں نے سراہیلن کی انگلیوں کو دیکھا تو میرے ذہن میں خیال آیا کہ اگر میں یہ انگلی اڑا لے جاؤں تو یقیناً یہ پولیس سے رابطہ کریں گے اور ہمیں پکڑ کر میرے بچانے کا ذریعہ بن جائیں گے پھر میری نظر وہاں کھڑے ان کے گن بردار لڑکوں پر پڑی تو مجھے خوشی ہوئی کہ مجرموں کا تعاقب جلد ہو کر جلد معاملہ حل ہو جائے گا۔ انگلی لے کر میری خواہش تھی کہ ایلن کہیں سائڈ پر ہو جائے تاکہ میں اس کے لڑکے کو دوسری چھلانگ اپنی انگلیوں سے دے سکوں۔ ایسا تو نہ ہوا لیکن چند سیکنڈ کے لیے ایلن کی توجہ ہٹی اور اتنی ہی دیر میں، میں نے ”واردات“ کر ڈالی اور خوش قسمتی سے یہ لوگ اور آپ ہم تک نہ صرف پہنچ گئے بلکہ ہمیں قابو بھی کر لیا۔“ البرٹ نے تفصیل بتائی۔

پال کا گینگ اپنے والے البرٹ کے ہاتھوں تو نہ سہی لیکن غلط جی والے البرٹ کی وجہ سے پولیس کی گرفت میں آنے والا تھا۔ البرٹ، ٹوٹی کے بولے گئے جملے کی وجہ سے بے قصور تو ثابت ہو ہی چکا تھا۔ اب تفصیل بتا کر وہ بالکل ہر مسئلے سے آزاد ہو گیا تھا۔ پولیس نے اسے اور ایلن کو جانے کی اجازت دے دی۔

☆☆☆

کارٹر سوچوں میں الجھا ادا اس بیٹھا تھا۔ ”نہ جانے میرے دوست کے ساتھ کیا ہو رہا ہوگا؟“ وہ شدید افسردہ تھا کہ انجان نمبر سے کال آئی۔ اس نے دیکھا اور بے دلی سے کال ریسیو کرتے ہوئے ”ہیلو“ کہا۔

”رات کا کھانا تم، تمہاری بیوی اور بچے میرے ساتھ میرے فلیٹ میں کھاؤ گے۔ آج میں اپنی اور تمہاری فیورٹ ڈشز بنانے والا ہوں۔“ البرٹ کی خوب چمکتی ہوئی آواز سنائی دی۔ کارٹر حیرت کی شدت اور خوشی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”البرٹ تم؟ تم ٹھیک تو ہو؟ ان منخوسوں نے تمہیں کیسے چھوڑا؟ بتایا کچھ انہوں نے؟ اور ہاں.....“ پورا سوال نامہ وہ فون پر ہی حل کرنا چاہتا تھا۔

”رکو..... رکو..... رات کے کھانے پر سارے جواب لے لینا۔ تمہاری تسلی کے لیے اتنا بتا دیتا ہوں کہ میں بالکل ٹھیک ہوں اور کچھ دیر میں اپنے گھر پہنچنے والا ہوں اور ہاں..... یہ کسی اور کاموں کا موائل ہے۔ اب تم کال کر کے تنگ مت کرنے لگ جانا پلیز۔“ اس کا لہجہ ہلکا اور خوشگوار تھا۔ کارٹر نے سکون کی سانس لیتے ہوئے آنکھیں موند لیں۔

☆☆☆

البرٹ، ایلن کی گاڑی میں دوبارہ اس کے پیٹرول پمپ پہنچ چکا تھا۔

”پلیز! ٹیکسی تو منگوا دیجیے۔“ اس نے کولڈ ڈرنک کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا جو ابھی اس کے لیے منگوائی گئی تھی۔ وہ ایک ضروری کام کا کہہ کر ایلن کے ساتھ آیا تھا اور وہ ضروری کام تھا اس کی چھلانگ سستی سی انگلی کی واپسی کا۔ وہ انگلی کسی دراز میں رکھ دی گئی تھی جو جلد ہی اسے مل گئی۔

”تم اس معمولی سی انگلی کو لے کر کیا کرو گے؟“ ایلن نے انگلی تھما کر ہنسنے ہوئے کہا۔

”معمولی؟ ارے تم اسے معمولی کہہ رہے ہو۔ اس نے میری جان بچائی اور ایک خطرناک گینگ کو قابو کرنے میں مدد دی۔ میں جسے منخوس سمجھ رہا تھا، وہ میرے اور کئی لوگوں کے لیے لگی ثابت ہوئی۔ یہ تو بہت خاص ہے میرے دوست!“ البرٹ نے سمجھایا تو ایلن اس سے مصافحہ کرتے ہوئے مسکرا دیا۔ اسے اس ”معمولی“ انگلی کے ”قیمتی“ بن جانے کی سمجھ آ گئی تھی۔

البرٹ نے انگلی پکڑی اور اسے پیار و عقیدت سے دیکھتے ہوئے انگلی میں پہنا اور مسکراتے ہوئے اس ٹیکسی میں بیٹھ گیا جو اس کے فلیٹ تک اسے پہنچانے کے لیے منگوائی گئی تھی۔ ٹیکسی کی پچھلی نشست پر خوب چھیل کر بیٹھتے ہوئے اس نے آنکھیں بند کر لیں اور رات کو بتائی جانے والی ڈشز کے بارے میں سوچنے لگا۔
